بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بِسْمِ اللهِ ، وَ اَلْحَمْدُ للهِ ، وَالْصَّلاَةُ وَالْسَّلاَمُ عَلَي رَسُوْلِ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَعَلي اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَّالاَه أَمَّا بَعْدُ:

146. خیر اور شر کی چابیاں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیم

﴿وَنَبۡلُوۡكُمۡ بِالشَّرِّ وَالۡخَيۡرِ فِتۡنَةً‌ ؕ وَاِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ﴾(الانبياء:35)

اور نبی رحمت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں:

"إِنَّ مِنَ النَّاسِ نَاسًا مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ، مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ، وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ نَاسًا مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ، فَطُوبَى لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلَى يَدَيْهِ وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلَى يَدَيْهِ" (سنن ابن ماجه:237) ۔

آج کے خطبے کا موضوع ہے "خیر اور شر کی چابیاں" یا "خیر اور شر کی کنجیاں"۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے اس دنیا میں ہم آئے ہیں اور اس دنیا میں ہم امتحان دینے آئے ہیں، اس دنیا میں ہمارے وجود کی جو حقیقت ہے وہ امتحان کی بنیاد پر ہے ہم اس دنیا میں کھیلنے کودنے نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشرف المخلوقات کے لقب سے نوازا ہے اور ہمارے لیے پوری دنیا کو مسخر کر دیا ہے تو پھر اس عظیم انسان، شریف انسان کے لیے یہ بات نازیبا تھی کہ وہ صرف کھیلنے اور کودنے کے لیے اس دنیا میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو ایک خاص مقصد کے لیے پیدا کیا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ہر وہ چیز میسر کر دی جس کے ذریعے سے یہ انسان اپنے اس عظیم مقصد کو پالے اور حاصل کر لے۔ یہ پوری زندگی ہماری امتحان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ الملک میں:

﴿الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا﴾(الملک:2)

(جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی کو)۔ کیوں پیدا کیا؟ ﴿لِيَبۡلُوَكُمۡ﴾ (تاکہ تمہیں آزمائے تمہارا امتحان لے)

﴿اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا﴾ (تم میں سے احسن عمل کرنے والا کون ہے سب سے اچھا عمل کرنے والا کون ہے)۔

موت بھی امتحان ہے لیکن آج کی نشست میں ہم زندگی کے امتحان کے بارے میں بات کرتے ہیں اور یہ زندگی کا جو امتحان ہے اس دنیا میں اس امتحان میں دو قسم کے لوگ رہتے ہیں، پوری دنیا میں جو انسان ہیں وہ دو قسموں میں بٹے ہوئے ہیں، اچھے لوگ اور بُرے لوگ، خیر والے لوگ اور شر والے لوگ۔ لیکن خیر اور شر کی پہچان کیا ہے معیار کیا ہے؟

اس پر تو پوری دنیا کا اتفاق ہے کہ لوگ دو قسم کے ہیں اچھے اور بُرے، خیر والے اور شر والے لیکن اس میں اختلاف ہوا ہے دنیا والوں میں کہ خیر کا معیار کیا ہے اور شر کا معیار کیا ہے؟ تو بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اچھا انسان وہ ہے جو اچھے کام کرے اور بُرا وہ ہے جو بُرے کام کرے۔ لیکن اچھائی

اور بُرائی کا معیار تم نے کیا دیا ہے؟ تمہارے نزدیک اچھائی اور بُرائی ہوتی کیا ہے؟ انہوں نے کہا جو چیز عقل کو اچھی لگے وہ اچھی ہے جو چیز عقل کو بُری لگے وہ بُری ہے۔ عقل کے ترازو پر چیزوں کو تولتے گئے اور لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے گئے کہ یہ اچھا ہے یہ بُرا ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ میری عقل نے کہا ہے اس نے اچھا کام کیا ہے۔

یہ عقل والا نظریہ جو ہے یہ ناکام ہو چکا ہے پوری دنیا آج دیکھ رہی ہے کہ یہ عقلانی لوگ عقل والے لوگ جو عقل کو ہمیشہ آگے کرتے رہتے ہیں اور اپنی عقل کی بنیاد پر دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے تھے وہ آج پوری دنیا دیکھ رہی ہے وہ ناکام ہو چکے ہیں۔ ہاں، اگر یہ دنیا امتحان کی جگہ نہ ہوتی اور اس میں ہمارا کوئی مقصد نہیں تھا آنے کے لیے جیسے جانور جنگل میں رہتا ہے کہ کھاتا ہے، پیتا ہے، بچے پیدا کرتا ہے پھر مر جاتا ہے ہاں اگر انسان بھی اس مقصد کے لیے پیدا ہوا تو پھر یہ عقل والے لوگ ہو سکتا ہے کہ کامیاب ہو چکے ہوں لیکن وہ یہ جانتے ہیں کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ جانور نہیں ہے اگرچہ ان عقل والوں نے، سائنس دانوں نے جب سائنس کی کتابیں لکھیں تو ان میں انسان کو حیوان کے ساتھ شامل کر دیا ہے Animal kingdom میں۔ حقیقتاً یہ بات بالکل غلط ہے انسان انسان ہے اور حیوان حیوان ہے، مختلف مخلوقات ہیں۔

تو ان عقل والوں نے اپنی عقل کی بنیاد پر خیر اور شر کو متعین کرنے کی کوشش کی اور ناکام ہوئے، ان کا نظریہ بھی ناکام ہوا اور خود بھی ناکام ہوئے۔ اس سے بڑی ناکامی کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو جانور سمجھتے ہیں اور بندر کی اولاد سمجھتے ہیں کہ انسان بندر کی اولاد ہے انسان جانور ہے اور جب یہ تصور رکھتے ہیں بچپن سے یہ پڑھتے آتے ہیں جب بڑے ہو جاتے ہیں واقعی انسانی شکل میں درندے ہوتے ہیں حیوان ہوتے ہیں انسان نہیں ہوتے۔ ان کے معاشرے کو دیکھیں آپ کہ شرم و حیاء کا کوئی وجود نہیں ہے شرم کا نام کوئی لینے والا بھی نہیں ہے چھوٹے بچے سے لے کر ان کے بڑے بزرگ تک دیکھ لیں آپ۔ فحاشی عام ہو چکی ہے بلکہ یہاں تک وہ معاشرہ گر چکا ہے کہ ان کو بدفعلی کے لائسنس دیئے جا رہے ہیں کہ مرد مرد سے ناجائز تعلقات صرف رکھ نہیں سکتا بلکہ اس کو جائز قرار دے کر شادی بھی کر سکتا ہے۔ تو محض عقل کی بنیاد پر دیکھیں کہ انسان کہاں پہنچ گیا ہے! واللہ! فطرت کو بھی تکلیف ہوتی ہے گھن آتی ہے ایسے اعمال سے لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جن کی فطرتیں بھی بدل چکی ہیں۔

تو عقل کا نظریہ ناکام ہوا اور پھر دیکھیں کہ عقل پر اگر ہم یہ چیزیں تولتے جائیں تو میری عقل آپ سے مختلف ہے، آپ کی ان سے مختلف ہے، ان کی ان سے مختلف ہے تو پھر کون یہ فیصلہ کرے گا کہ حق پر کون ہے؟ سچا کون ہے جھوٹا کون ہے؟ علماء کی بات کریں سائنس دانوں نے تو ہمیں یہ دیا ہے، سائنس کا تو یہ نظریہ ہے کہ انسان کو جانور بنا دیا ہے! اس لیے عقل کی بنیاد پر ہم خیر اور شر متعین نہیں کر سکتے۔

پھر اور نظریات آئے، کشف اور ذوق والے، مجاہدے کرنے والے، مراقبے کرنے والے۔ یہ لوگ اچھا کام کرنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے جب صحیح راستے کو چھوڑا اور غاروں میں جنگلوں میں، قبرستان کی طرف رخ کیا جہاں پر شیاطین کا ڈیرا ہے شیاطین نے اپنے گھر بنائے ہوئے ہیں، شیطانوں کے بسیرے میں جا کر گھس گئے اور وہاں پر انہوں نے یہ کوشش کی کہ کہیں پر ان کو کوئی حق مل جائے اور ان کو یہ پتہ چل جائے کہ خیر اور شر میں، حق اور باطل میں کیا پہچان ہے تو ان جگہوں سے ان کو صرف شیطانی خیالات ملے اور اس کے علاوہ کچھ نہ مل سکا۔

یہ نظریہ بھی آج دیکھتے ہیں آپ کہ لوگوں کو کہاں تک پہنچا دیا کہ کہنے والے نے یوں بھی کہہ دیا نعوذ باللہ، ثم نعوذ باللہ، ثم نعوذ باللہ (کہ کتا اور سور بھی (نعوذ باللہ) ہمارا معبود ہے اور کلیسا میں بیٹھا ہوا یہ جو راہب ہے یہ بھی ہمارا اللہ ہے)۔

وحدت الحلول کے درجے تک، اتحاد کے درجے تک پہنچ گئے کہ خالق اور مخلوق ایک ہیں۔ نعوذ باللہ، یہ جانور جو آپ کو نظر آرہے ہیں حقیقتاً یہ جانور نہیں ہیں یہ بھی اللہ ہیں، نعوذ باللہ، ثم نعوذ باللہ۔

یعنی سائنس دانوں نے انسان کو جانور بنادیا اور ان صوفیوں نے نعوذ باللہ ربّ کو نعوذ باللہ جانور بنادیا اور کہا کہ کوئی فرق نہیں ہے خالق اور مخلوق میں اور ابن عربی کا یہ قول معروف اور مشہور ہے کتابوں میں آج بھی موجود ہے جس کو لوگوں نے آج صوفیوں کے نزدیک جو ابن عربی ہے وہ شیخ اکبر ہے۔ واللہ! اس پاک جگہ پر بیٹھ کر میں قسم کھارہا ہوں صوفی خود کہتے ہیں کہ ہمارا اتفاق ہے (ان کے علماء کہتے ہیں) کہ ابن عربی شیخ اکبر ہے ہمارے نزدیک۔ کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں آپ، چاہے کتابیں بریلویوں کی ہوں یا دیوبندیوں کی ہوں شیخ اکبر کا لفظ لکھا ہوا ہے وہاں پر، فضائل اعمال میں بھی شیخ اکبر کا ذکر ہے واللہ! پوچھیں ان سے یہ شیخ اکبر کون ہے؟ ابن عربی ہے اور پھر اس کا دفاع کیا جاتا ہے کہ ابن عربی کو آپ نے سمجھا نہیں ہے، ان کی کتابوں کو آپ نے پڑھا کیوں ہے وہ آپ کے لیے تو ہیں نہیں وہ کتابیں خود لکھتا ہے، یہ تو اولیاء اللہ کے لیے کتابیں ہیں، یہ خاص لوگوں کے لیے کتابیں ہیں۔

اولیاء اللہ کون ہوتے ہیں جو یہ تصور رکھیں کہ خالق اور مخلوق ایک ہے؟ اس عظیم ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ نے جَبَّارُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، الْكَرِيمِ، الرَّحِيمِ، الرَّحْمَنُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوسُ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، اس عظیم ربّ میں اور اس حقیر، فقیر، مسکین انسان میں جو گندگی سے بھرا ہوا ہے کوئی فرق نہیں ایک ہیں دونوں؟! اور وہ اس نظریئے کو عام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ نظریہ بھی ناکام ہوا، جس کی فطرت زندہ ہے، جس کے دل میں ایمان باقی ہے وہ اس نظریئے کو جھٹلاتا ہے اور کہتا ہے کہ باطل نظریہ ہے کبھی نہیں ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق ایک ہو جائیں۔ اور اس نظریئے کو پھیلانے کے لیے انہوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں، عام سی بات ہے کسی بچے سے آپ پوچھ لیں ہمارے معاشرے میں کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

وحدت الوجود سے بات شروع ہوئی پھر اتحاد تک پہنچی، حلول اور اتحاد کے درجے تک پہنچ گئی۔ جب ہر جگہ موجود ہے، ہر جگہ پر حل ہو چکا ہے پھر اتحاد کا درجہ بھی آگیا خالق اور مخلوق ایک ہو چکے ہیں، یہ نظریہ بھی ناکام ہوا۔ میرے بھائی! صرف ایک ہی راستہ ہے، ایک ہی راستہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس کے سوا نجات کا کوئی راستہ نہیں اور وہ راستہ ہے: "قَالَ اللهُ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف الصالحین کی سمجھ کے مطابق دوسرا راستہ ہے نہیں تیسرا راستہ کوئی نہیں ہے کامیابی کا صرف ایک راستہ ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہارے بیچ میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اگر ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے "كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِي"۔ اور دوسری روایت میں "كِتَابَ اللهِ وَ وَعِتْرَتِي" "میری کتاب یعنی قرآن مجید اور میری سنت اور دوسری روایت میں قرآن مجید اور میرے اہل بیت۔

کتاب ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں، صحابہ کرام میں اہل بیت بھی شامل ہیں۔ لیکن رافضیوں کا نظریہ نہیں جو رافضی نظریہ رکھتے ہیں کہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین جو امام ہیں ان کا درجہ انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے بھی بلند ہے اور فرشتوں سے بھی بلند ہے۔ نعوذ باللہ، ثم نعوذ باللہ۔

انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے بہتر، انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے اچھے اس دنیا میں کوئی بھی نہیں آئے، پوری کائنات میں دنیا میں مخلوقات میں سے سب سے افضل اور سب سے عظیم مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ کے انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام ان جیسا کوئی ہو نہیں سکتا۔

تو یہ ہم نے جان لیا کہ ہمیں یہ راستہ دکھایا گیا ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (النساء:59)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ (النور:54)۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں (میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی سوائے ان لوگوں کے جو جنت میں جانے سے انکار کرتے ہیں)۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی، اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ! وہ کون لوگ ہیں جو جنت میں جانے سے انکاری ہیں؟ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں "مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ" (جس نے میری فرماں برداری کی وہ جنت میں داخل ہوا) "وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى" (اور جس نے میری نافرمانی کی وہ جنت میں جانے سے انکاری ہوا)۔

یہ راستہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ (النور:54)

(اگر تم نبی کریم ﷺ کی اتباع کرو گے فرماں برداری کرو گے تو تم ہدایت یافتہ ہو)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دوسری آیت میں:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ (البقرة:137)

(اگر یہ لوگ اس طریقے سے ایمان لے کر آئیں جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایمان لے کر آئے ہیں پھر تو ہدایت یافتہ ہیں)

ہمیں تو یہ تعلیمات ملتی ہیں یہ راستہ دکھایا گیا ہے، خیر اور شر کی پہچان قرآن میں ہے، سنت رسول ﷺ میں ہے صحیح حدیث میں ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل میں ہے۔

یہ تو ہم نے جان لیا کہ اچھائی برائی کا معیار کیا ہے، زندگی کے امتحان میں اللہ تعالیٰ نے یہ دو راستے دکھا دیئے کہ یہ خیر کا راستہ ہے اور یہ شر کا راستہ ہے اور یوں سمجھ لیں آپ کہ ہر راستے میں مختلف دروازے ہیں اور ان دروازوں کی چابیاں ہیں۔ خیر کے راستے میں خیر کے دروازے ہیں اور خیر کے دروازے کے لیے خیر کی چابی کا ہونا ضروری ہے۔ سب سے بڑا اور سب سے عظیم جو خیر کا دروازہ ہے خیر کے راستے میں اور جو خیر کا راستہ ہے اس کی انتہا جنت ہے اور جو شر کا راستہ ہے اس کی انتہا جہنم ہے اور جنت سے بڑھ کر کوئی بھی انعام اور احسان نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جہنم سے بڑھ کر کوئی بھی عذاب نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

تو جنت کے راستے میں جو دروازے ہیں ان میں جو سب سے عظیم سب سے بڑا دروازہ ہے وہ ہے توحید کا دروازہ۔ جسے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ وہ اس دروازے سے داخل ہو جائے اور توحید کو سمجھ لے اور اس پر عمل کرنا شروع کر دے واللہ! وہ دنیا کا سب سے اچھا انسان ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے توحید کی سمجھ عطا فرمادی وہ اس دنیا کا سب سے اچھا انسان ہے۔

اچھا کیوں ہے؟ کیوں کہ اس نے اس مقصد کو پالیا جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات:56)

(جن اور انس کو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے)

جب یہ مقصد پورا ہو جائے پھر دنیا میں جو بھی آپ کے مقاصد ہیں، جو بھی آپ کے دوسرے خیر اور نیک ارادے ہیں وہ آپ پورے کرتے جائیں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرتا جائے گا لیکن اگر یہ مقصد رہ گیا توحید عبادت کا مقصد تو پھر جتنے بھی آپ کے مقاصد ہیں وہ جتنے بھی اچھے کیوں نہ ہوں ان میں کوئی خیر نہیں ہے۔ آپ ڈاکٹر بننا چاہتے ہیں، انجینئر بننا چاہتے ہیں، پائلٹ بننا چاہتے ہیں، سیاستدان بننا چاہتے ہیں، جو بھی بننا چاہتے ہیں آپ کا جو بنیادی مقصد ہے جس کے لیے آپ پیدا کیے گئے ہیں اگر وہ مقصد پورا نہیں ہوا تو پھر آپ کی زندگی میں کوئی خیر ہے ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس عظیم خیر کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے ان ہی بشر میں سے لوگوں کو چنا، اپنا رسول بنایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ میرے بندوں تک سب سے پہلے یہ عظیم اور بنیادی پیغام پہنچا دو:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (النحل:36)

ہر امت میں ہر قوم میں پوری دنیا میں جتنے بھی لوگ ہیں سب کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک رسول بھیجا، بعض امتوں میں ایک سے زیادہ رسول بھیجے لیکن ایک بنیادی پیغام دے کر ﴿أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ﴾ (ایک اللہ کی عبادت کرو) ﴿وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرنے کا نام ہے کہ اسے طاغوت بنا دیا گیا ہے طاغوت کا اجتناب کرو طاغوت سے دوری اختیار کرو)۔ تو توحید کا راستہ توحید کے دروازے میں ہے، آج جو لوگ توحید کو سمجھ چکے ہیں اور توحید پر عمل بھی کر رہے ہیں، عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے صرف کرتے ہیں چاہے دعا ہے، پکار ہے، نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے، خیرات ہے، صدقات ہیں، قربانی ہے، نذر و نیاز ہے، توکل ہے، خوف ہے، ڈر ہے، امید ہے کوئی بھی عبادت ہے چاہے وہ جسمانی عبادت ہو یا زبانی عبادت ہو یا دل کی عبادت ہو ساری کی ساری ہر عبادت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے صرف کرنے کا نام ہے توحید عبادت۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی رسول بھیجے ہیں سب نے بنیادی پیغام ایک ہی دیا ہے، آپ دیکھ لیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾ (الاعراف:65)

﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾ (ھود:61)

﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾ (الاعراف:85)

سبحان اللہ، آخر وجہ کیا ہے؟ یہی بنیادی پیغام ہے یہی سب سے بڑا خیر ہے اگر کوئی انسان اس خیر کو نہ سمجھ سکا چاہے وہ قوم نوح علیہ الصلاۃ والسلام میں سے ہو چاہے وہ قوم ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام میں سے ہو، چاہے وہ قوم موسیٰ یا عیسیٰ علیہم السلام سے ہو چاہے وہ امت ﷺ میں سے ہو جس نے اس پیغام کو نہیں سمجھا وہ ناکام ہوا، وہ ہلاک ہوا، اس دنیا میں بھی وہ اس زندگی کے امتحان میں ناکام ہوا اور آخرت میں بھی وہ ناکام ہی ناکام ہے۔

دوسرا جو خیر کا دروازہ ہے توحید کے دروازے کے بعد وہ ہے اتباع سنت کا دروازہ۔

اتباع سنت، نبی رحمت ﷺ کی اقتداء، نقش قدم پر چلنا، سید المرسلین ﷺ کی سیرت کو سمجھنا کہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ نبی کریم ﷺ کی عبادات کو ہم جاننے کی کوشش کرتے ہیں لیکن آپ ﷺ کا عقیدہ کیا تھا؟ کیا سبق دیا ہمیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ نے؟ ہمارا تعلق اللہ تعالی کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے؟ ہم عبادت کیسے کریں؟ ہم نماز نبوی پڑھتے ہیں، حج نبوی بھی کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن ہمارے اخلاق نبوی کیوں نہیں ہیں؟ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ تو اتباع رسول اللہ ﷺ یہ بھی ایک خیر کا دروازہ ہے جسے اللہ تعالی نے متبع سنت بنا دیا اسے توفیق عطا فرمائی کہ وہ متبع سنت ہے اس کے پاس دوسری چابی بھی آگئی اس خیر کی اس بڑی عظیم چابی کے بعد۔ آپ کو پتہ ہے کہ خود یہ لوگ چابیاں ہیں خیر کی، یہ وہ چابیاں ہیں جس سے دروازہ کھولا جاتا ہے یہ انسان خود چابی بن جاتے ہیں جو ان خیر کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں دوسرے لوگوں کے لیے۔

متبع سنت واللہ! بڑی عظیم نعمت میں ہے سراپا نعمت میں ڈوبا ہوا ہے، موحد ہے، متبع سنت ہے، جس نے توحید کے دامن کو تھاما جس نے پہلے خیر کے دروازے کو سمجھا تو اللہ تعالی نے اسے اس دروازے کی چابی بنا دیا ہے میرے بھائی اس کے لیے دوسرا خیر کا دروازہ آسان ہو جاتا ہے جو موحد ہے وہ متبع سنت بھی ہو جاتا ہے اور جو متبع سنت ہے اس کی زندگی میں خیر ہی خیر ہے۔ وہ جب بھی قدم اٹھاتا ہے اپنی مرضی سے رکھتا اس وقت ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ میرے پیارے پیغمبر ﷺ نے اس معاملے میں کیسا عمل کیا، انہوں نے اس معاملے میں کس طریقے سے عمل کیا۔ پریشانی ہو گئی ہے اس پریشانی میں نبی کریم ﷺ کو کس طریقے سے اس پریشانی سے اللہ تعالی نے ان کو نجات دی ہے، ان کا عمل کیسا تھا۔ اس لیے نبی رحمت ﷺ کو ہمارے لیے اللہ تعالی نے بہترین نمونہ بنا دیا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(الاحزاب:21) بہترین نمونہ ہیں۔

ہم جب صبح اٹھتے ہیں تو ہم یہ سوچیں کہ جب اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ صبح اٹھتے تھے تو کیا کرتے تھے سب سے پہلے؟ قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے تو کیا کرتے تھے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہاں تک نبی رحمت ﷺ کی زندگی اور سیرت کی باریک بینی جانی کہ قضائے حاجت کے طریقے بھی اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ نے ان کو سمجھا دیئے۔ یہودی خود پریشان تھے کہ تمہارا دین کیسا ہے اور تمہارا نبی کیسا ہے کہ تمہیں قضائے حاجت کے طریقے بھی بتا دیئے ہیں کہ بیٹھنا کیسے ہے، کس چیز سے صفائی کرنی ہے اور کس چیز سے استنجا کرنا ہے اور کس چیز سے نہیں کرنا۔ اور واللہ! آپ کو کسی اور دین میں نہیں ملے گا کیوں کہ دین حق ایک ہے جسے دین اسلام کہا جاتا ہے، دنیا کے جتنے مذاہب بھی ہیں آپ کو یہ تعلیمات کہیں نہیں ملیں گی۔ متبع سنت، اتباع سنت کا دروازہ، آپ دیکھتے ہیں جو متبع سنت ہیں ان کی شکل وصورت ظاہراً متبع سنت ہے، باطناً بھی ان کے دل میں خیر ہی خیر ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کے راستے پر چلنے والے ہیں۔

تیسرا جو دروازہ ہے وہ ہے قرآن مجید۔

میرے بھائی! قرآن مجید بڑی نعمت ہے ہمارے لیے۔ کیا ہم قرآن مجید کا حق ادا کر رہے ہیں؟ قرآن مجید ہماری زندگی میں کیا حیثیت رکھتا ہے کیا قدر وقیمت ہے؟ آپ دیکھ لیں اپنے آپ سے پوچھ لیں کہ آج صبح سے لے کر اس وقت تک قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی ہے؟ آج جمعہ کا دن

ہے اور جمعہ کے دن میں الحمدللہ یہاں پر لوگ سورۃ الکھف پڑھنے کے عادی بن چکے ہیں ہر جمعہ کو پڑھتے ہیں، اچھی بات ہے۔ کل جمعرات تھی کل ہم نے قرآن مجید پڑھا کوئی آیت پڑھی؟ پرسوں بدھ تھا بدھ کے دن کوئی آیت پڑھی؟ کتنی آیتیں پڑھیں؟

اگر پڑھی ہیں سمجھ کر پڑھی ہیں؟ بعض لوگ ختم کرتے جاتے ہیں ختم کرتے جاتے ہیں، زندگی ختم ہو جاتی ہے لیکن قرآن مجید میں سے جو بنیادی پیغام ہے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (الاخلاص:1) آج تک ان کو سمجھ نہیں آیا۔ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ جو شخص نہیں سمجھ سکا اور اس دنیا سے چلا گیا وہ دنیا کے امتحان میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ آخرت کے پیغام میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی محبت عطا فرمائی ہے قرآن مجید کے بغیر وہ رہ نہیں سکتا جیسے کوئی شخص کھانے پینے کے بغیر نہیں رہ سکتا بھوک اور پیاس برداشت نہیں کر سکتا، بعض لوگوں کے دل میں تڑپ ہے کہ جب تک قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے ان کے دل کو سکون نہیں آتا ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد:28)۔ کیا اللہ کے ذکر میں دلوں میں اطمینان نہیں ہوتا؟! اور قرآن مجید سب سے بڑا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کا۔ جو لوگ قرآن مجید کا اہتمام کرتے ہیں "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" (تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید کا علم حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کو دیتے ہیں، سیکھتے ہیں اور سکھاتے ہیں)۔ ہم میں سے بہترین لوگ کون ہیں یہ ہم سب جانتے ہیں اپنے معیار ہیں ہمارے اپنی سوچ ہے ہماری۔ تو قرآن مجید کا راستہ قرآن مجید خیر کا دروازہ ہے۔

اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف الصالحین سے محبت یہ اور خیر کا دروازہ ہے۔

آپ اگر کسی مسلمان کو دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کس سمت کی طرف جا رہا ہے خیر کی طرف یا شر کی طرف تو یہ جاننا کافی ہے کہ:

1۔ اس کے دل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف کی کتنی محبت ہے کتنی عظمت ہے۔

2۔ کتنا ان کے راستے کے قریب ہے اور ان کے راستے کو اپنانے والا ہے۔

میرے بھائی! صرف محبت بغیر اتباع کے محض دعویٰ ہے، محبت بغیر اتباع کے جھوٹی محبت ہے، سچی محبت وہ ہے جس میں اتباع لازمی آتی ہے اور اتباع کی جاتی ہے۔ ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرتے ہیں، اہل سنت والے ایک ہی زبان سے بڑے منہ کھول کر کہتے ہیں کہ ہم سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنے والے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہماری جانیں قربان، ہمارے والدین قربان لیکن جب عمل کی بات ہم کرتے ہیں اعمال کی طرف دیکھتے ہیں تو کہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل اور ان کا راستہ اور کہاں ہمارا عمل اور ہمارا راستہ! زبان سے کچھ کہنا اور دل میں کچھ رکھنا میرے بھائی یہ تو نفاق کی نشانی ہے یہ منافقین کا طرز عمل ہے مومن ایسے لوگ نہیں ہوتے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الصف:2-3)

(اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم کہتے ہو وہ کرتے کیوں نہیں ہو، تم جانتے ہو کتنا بڑا ظلم ہے کتنا بڑا مقت ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی بڑی غلطی ہے اور کتنا بڑا جرم ہے کتنی بڑی نافرمانی ہے کہ تم کہتے کچھ ہو اور کرتے کچھ ہو)

اور جس شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت اور عظمت اور اتباع ڈال دی ہے وہ شخص خود خیر کی چابی ہے خیر کی کنجی ہے اور وہ لوگوں کے لیے بھی اس خیر کے دروازے کو کھولنے میں مددگار رہتا ہے۔

اس کے بعد، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں پیدا کیا ہے رشتے داروں میں ہم الگ نہیں ہیں۔ ہم آئے ہیں اس دنیا میں اپنے والدین کے ذریعے سے تو والدین کا ہمارے اوپر حق ہے، پھر ہمارے رشتے دار ہیں تو رشتے جوڑنا یہ خیر ہے۔ جو رشتے جوڑنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں خیر کی چابی بنا دیا ہے وہ خیر کی کنجی ہیں اس دنیا میں چلتی پھرتی۔ لوگ دیکھتے ہیں، یاد رکھیں اگر آپ زبان سے نہیں دعوت دیتے تو آپ کے کردار کو لوگ دیکھ کر آپ سے سیکھتے ہیں۔ آپ کا تعلق ربّ کے ساتھ کیسا ہے؟ توحید۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ؟ اتباعِ سنت۔ قرآن مجید کے ساتھ؟ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا تدبر کرنے والا عمل کرنے والا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف الصالحین کے ساتھ؟ ان کے نقش قدم پر چلنے والا۔ رشتے داروں کے ساتھ؟ رشتہ جوڑنے والا۔

سبحان اللہ اگر آپ زبان سے دعوت نہیں دیتے تو آپ کے اپنے عمل سے اپنے کردار سے لوگ آپ کی طرف دیکھتے ہیں اور آپ لوگوں کے لیے ایک نمونہ بن جاتے ہیں، وہ آپ کی بات بھی سنتے ہیں، لوگوں کے دل میں آپ کی محبت بھی اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے۔ تو رشتہ جوڑنا ایک اور خیر کی چابی ہے اور رشتہ جوڑنے والے اس دنیا میں چلتے پھرتے خیر کی چابیاں ہیں کنجیاں ہیں اور جو سب سے بڑا رشتے میں خیر ہے وہ ہے والدین کی فرمان برداری ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (الاسراء:23)۔ والدین کا حق نہ بھولیں، واللہ! جو اس دنیا میں والدین کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں یا اُف تک بھی کہتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بڑے لوگوں کو میں نے گرتے ہوئے دیکھا ہے آپ لوگوں نے بھی دیکھا ہوگا کہ کہاں تھے کہاں پر آج پہنچ گئے ہیں والدین کی آہوں کی وجہ سے! وہ بددعا نہیں دیتے، وہ عظیم لوگ ہیں کبھی بددعا نہیں دیں گے آپ کو لیکن اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو یوں اٹھایا ہے اور بلندی عطا فرمائی ہے دنیا میں جب وہ اپنے والدین کے فرماں بردار تھے والد سے محبت کرنے والے تھے حسن سلوکی کرنے والے تھے۔

عجب بات ہے میرے بھائی! جب بھی والدین کا ذکر ہے احسان کا ذکر کیوں آتا ہے؟ کبھی غور و فکر کیا ہے قرآن مجید میں ہم نے؟ ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ احسان، Excellency، Perfection ہے، معاملات اور تعلقات سب سے اچھے سب سے افضل آپ کے والدین کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ ہمارا تو یہ کچھ الٹ چلتا ہے کہ سب سے اچھے تعلقات ان سے ہیں جن سے ہمیں کوئی مفاد نظر آتا ہے چاہے وہ دوست ہیں، چاہے وہ بزنس پارٹنر ہوں، چاہے وہ ہماری من پسند شادی کی وجہ سے بیوی ہو یا کوئی بھی ہو جہاں پر ہمیں کوئی محتاجی نظر آتی ہے نا ان کے ساتھ ہمارا سلوک بھی اچھا ہوتا ہے بلکہ سب سے اچھا ہوتا ہے، مطلبی لوگ ہیں اور مطلبی زندگی گزار رہے ہیں۔

سبحان اللہ ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ نہ بھولیں۔

ایک شخص نے فون کیا اور شیخ سے یہ کہا (یہ بات ریڈیو قرآن میں ایک پروگرام میں میں نے خود سنی واللہ!) کہ شیخ صاحب میں اپنی ایک بات بتانا چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ دنیا کے سارے لوگ سن لیں میں ابو محمد بات کر رہا ہوں میرا قصہ یہ ہے کہ میرے والد بیمار ہو گئے بزرگ ہیں ضعیف ہیں میں نے ان کی خدمت کی، اکیلے نہیں کر سکتا تھا میں نے شادی کی میں نے بیوی سے شادی میں یہ شرط رکھی کہ میرے والد کی خدمت کرنی ہے میری والدہ نہیں ہیں تو آپ نے خدمت کرنی ہے۔ شادی ہو گئی کچھ عرصے میں وہ تنگ آ گئی اس نے کہا مجھے طلاق دے دو میں نہیں برداشت کر سکتی یا والد ہے یا میں ہوں۔ والد کو میں کہاں لے کر جاؤں اکیلا ہے بزرگ ہے! بڑا سمجھانے کی کوشش کی نہیں سمجھی تو طلاق دے

دی۔ وقت گزرتا گیا والد صاحب کی خدمت کرتے گئے کافی عرصہ گزرا رشتے داروں نے کہا کہ شادی کرو۔ اس نے کہا شادی کرنے کے لیے میں تیار ہوں۔ جب ان کو پتہ چلتا ایک تو عمر بھی تھوڑی سی بڑی ہو گئی، دیکھیں والد کی خدمت کرتے کرتے شادی نہیں کی اور جب کی تو یہ معاملہ ہوا پھر دل نہیں کیا شادی کرنے کو کہ پھر ایک اور آزمائش آجائے بیوی ہے یا والد ہے تو میں کیا کروں گا؟ ہو سکتا ہے میں ناکام ہو جاؤں تو میں شادی نہیں کرتا ہوں۔ وقت گزر گیا، چار سال اور گزرے والد صاحب وفات پا گئے۔ اب پھر اس نے کوشش کی شادی کرنے کی تو جلدی رشتہ نہ ملا جو رشتہ ملا ایک بیوہ کا رشتہ ملا جس کی دو بیٹیاں تھیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے میں کر لیتا ہوں شادی۔ اس بیوہ سے شادی کی کئی سال گزرے اولاد نہیں ہوئی اولاد کی تڑپ تھی عمر بھی پچاس کے قریب ہو گئی۔ عمرے کے لیے مکہ آیا عمرہ کیا اور اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی، بیوی کو ساتھ کھڑا کیا اور دعا کی اور کہا اے اللہ تعالیٰ! تو بہتر جانتا ہے کہ میں نے اپنے والد کی خدمت کی ہے صرف تیری رضا کے لیے چار سال میں نے، آخری جو چار سال میں نے خدمت کی ہے میں نے اپنی بیوی کو بھی قربان کر دیا ہے اے اللہ تعالیٰ! مجھے نیک اولاد سے محروم نہ کر اے اللہ تعالیٰ! مجھے اولاد کی ضرورت ہے اے اللہ تعالیٰ! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ بیوی ساتھ کھڑی ہوئی آمین کہہ رہی ہے۔ بہر حال، واپس چلے گئے اور کافی عرصہ شادی کو گزر گیا اولاد نہیں ہو رہی تھی، میڈیکل ٹیسٹ بھی کیے اولاد نہیں۔ جب عمرے کے بعد واپس گئے ایک مہینے کے بعد پتہ چلا ہے کہ بیوی حاملہ ہے۔ میرے بھائیو! جب حمل وضع کیا بچے پیدا ہوئے تو چار بیٹے پیدا ہوئے۔ واللہ! چار بیٹے پیدا ہوئے یعنی جو چار سال وہ گزر گئے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سال کے عوض میں ایک بیٹا دیا اور چاروں تندرست۔ جب اللہ کے لیے آپ کچھ کرتے ہیں کچھ قربان کرتے ہیں تو آپ کا عمل کبھی ضائع نہیں ہوتا، ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہوتا۔

کئی لوگ ہیں جو اس دنیا کے امتحان میں ناکام ہو رہے ہیں ان کو پرواہ نہیں ہے اور کئی لوگ ہیں آزمائش آتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دنیا ہی پوری آزمائش کی جگہ ہے، ہماری زندگی ہی آزمائش ہے اگر ہم ان آزمائشوں میں اپنے ربّ کو راضی نہیں کریں گے یاد رکھیں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

تو خیر کے دروازوں میں ایک ہے حسن اخلاق کا دروازہ یہ بڑا عظیم دروازہ ہے۔ آپ کے اخلاق کیسے ہیں؟ آپ کا تعلق لوگوں کے ساتھ کیسا ہے؟ آپ کے پڑوسی آپ سے خوش ہیں یا تنگ ہیں؟ آپ کے دوست، آپ کے بیوی بچے آپ کو دیکھ کر ان کے چہرے پر رونق آجاتی ہے یا اندھیرا چھا جاتا ہے؟ آپ جب بات کرتے ہیں تو آپ کے منہ سے پھول برستے ہیں یا کانٹے برستے ہیں؟ آپ جب کسی سے مالی تعلق رکھتے ہیں لین دین کا تعلق رکھتے ہیں، ادھار کسی سے لیتے ہیں تو آپ کو وہ شخص دعا دیتا ہے یا بددعا دیتا ہے؟ آپ کے دوست کون ہیں کس کے ساتھ آپ اٹھتے بیٹھتے ہیں؟ کس انداز سے بات کرتے ہیں؟ یہ جو ساری چیزیں ہیں یہ آپ کے حسن اخلاق سے منسلک ہیں اور یہ خیر کی کنجی جو ہے یہ سب کو نہیں ملتی یہ خوش قسمت لوگوں کو ملتی ہے جو اپنے اخلاق اچھے بنانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ! میرے اخلاق بھی اچھے کر دے جیسے کہ تو نے مجھے خوبصورت انسان پیدا کیا بغیر سوال کیے اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے اخلاق بھی اچھے کر دے، مجھے اچھا انسان بنا دے، مجھے اچھا مسلمان بنا دے با عمل مسلمان بنا دے، احسن عمل کرنے والا مسلمان بنا دے، آمین۔ یہ خیر کی کنجیاں ہیں اور بھی ہیں لیکن ان پر میں اکتفا کرتا ہوں۔

شر کی کنجیاں:

بعض لوگ شر کے راستے کو اپناتے ہیں اور شر کے راستے میں دروازے ہیں اور اس دروازے کی کنجیاں اور چابیاں ہیں۔ سب سے بڑا خطرناک، سب سے بڑا عذاب دہ اور سب سے بڑا جو شر کا دروازہ ہے وہ ہے شرک کا دروازہ، اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾(النساء:48)

(اللہ تعالیٰ کبھی شرک کرنے والے کو معاف نہیں کرتا)

اور بعض لوگ شرک کی طرف داعی ہیں صرف خود نہیں شرک کرتے بلکہ شرک کی چلتی پھرتی چابیاں ہیں، شرک کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ آج امت میں دیکھیں کتنے ایسے لوگ ہیں جو شرک اکبر کا ارتکاب کر کے مر رہے ہیں۔ مزارات، اولیاؤں کی قبریں آباد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے گھر مساجد ویران ہیں! کون ذمہ دار ہے؟ یہ شر کی کنجیاں اور چابیاں یہ ذمہ دار ہیں جنہوں نے اس شر کو پھیلایا اور لوگوں کی فطرت تبدیل کر دی اور لوگوں کو خیر اور شر، توحید اور شرک میں جو فرق تھا وہ ختم کر کے حق اور باطل اور توحید اور شرک کو خلط ملط کر دیا۔

میرے بھائیو! واللہ! تعجب ہوتا ہے مجھے آج ایسی کتابیں بک بھی رہی ہیں لوگ ان علماء کا اور ان کتابوں کا دفاع بھی کرتے ہیں۔ احمد رضا خان بریلوی صاحب ملفوظات میں کہتے ہیں (میں نے جب بھی مدد طلب کی یا غوث ہی کہا (زندگی ساری یا غوث ہی کہا) ایک مرتبہ کسی اور بزرگ کا نام لینا چاہا میری زبان سے یا غوث ہی نکلا)۔

زندگی ساری کبھی "یا اللہ" کہنے کی توفیق نہیں ملی! یہ شر کی چابی نہیں ہے یہ شرک کی طرف دعوت نہیں ہے تو پھر ہے کیا؟ اللہ تعالیٰ سے ڈریں، اگر خیر کی چابی نہیں بن سکتے تو شر کی چابی نہ بنیں ناں، اگر توحید کے داعی نہیں بن سکتے تو شرک کے داعی تو نہ بنیں۔ اور ان کا حضرت اعلیٰ کا لقب دیا گیا ہے آج بھی لوگ حضرت اعلیٰ کے نام سے انہیں جانتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ڈاکٹر طاہر القادری اور دیگر ایسے علماء ایسے لوگ جو لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور لوگوں میں شرک عام کر رہے ہیں، بدعات عام کر رہے ہیں، ان لوگوں کو شیخ الاسلام کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ کبھی شیخ اکبر ہے، کبھی شیخ الاسلام ہے، کبھی حضرت اعلیٰ ہے، یہ ٹائٹل یہ لقب جو دینا چاہو دے دو یہ تمہارے رکھے ہوئے نام ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ لوگ ظالم ہیں اور اللہ کی پکڑ سے نہ یہ بچ سکتے ہیں اور نہ تم لوگ بچ سکتے ہو۔

دوسرا شر کا دروازہ بدعت کا دروازہ ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ خیر کا دروازہ توحید ہے اس کی ضد میں شر کا دروازہ شرک ہے اور خیر کا دروازہ اتباع سنت ہے اس کی ضد میں شر کا دروازہ بدعت ہے جو سنت کے مخالف ہے۔ کتنے لوگ ہیں آج جو شر کے اس دروازے میں داخل ہو رہے ہیں بلکہ لوگوں کو بھی دوسروں کو بھی داخل کر رہے ہیں اور بلکہ خود چابیاں بن چکے ہیں شر کی، بدعت کی طرف بلانے والے ہیں بدعت پر عمل کرنے والے ہیں۔

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں "كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ" (دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے)۔ بدعت کی طرف دعوت دینے والا یا بدعت پر عمل کرنے والا اگرچہ زبان سے وہ دعوت نہیں دیتا لیکن اپنے کردار سے وہ داعی ہے، اپنے عمل سے وہ داعی ہے اپنے عمل سے وہ اس شر کے دروازے کی کنجی بن چکا ہے چابی بن چکا ہے۔

اسی طریقے سے ہجر القرآن، قرآن مجید کو ہجر کرنا، قرآن مجید سے دوری اختیار کرنا، کبھی تعویذ کی شکل میں لٹکانا، کبھی دیواروں پر پینٹنگ کی شکل میں لکھ دینا، کبھی جسم کے کسی حصے پر لکھ دینا، میرے بھائیو! یہاں تک بعض لوگ گر چکے ہیں کہ زیر ناف لکھتے ہیں قرآن مجید کی آیات کو حیض کا خون روکنے کے لیے، رانوں پر لکھتے ہیں پرچیوں تعویذوں میں لکھ کر قرآن مجید کو! یہ حق ہے قرآن مجید کا!! جادو میں قرآن مجید کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جادوگر جب تک کفر اور شرک کا ارتکاب نہ کرے تب تک شیاطین اس کی مدد نہیں کرتے اور اس کا جادو کامیاب نہیں ہو سکتا تو اپنے جادو کو ٹھیک کرنے کے لیے، مؤثر کرنے کے لیے وہ شیاطین سے مدد لیتے ہیں اور جو شیاطین ہیں وہ اسے کفر اور شرک کی دلدل میں غرق کر دیتے ہیں۔ واللہ! میرے بھائیو! اس پاک جگہ پر بعض جادوگروں کو پکڑا گیا اتنی بڑی داڑھی ہے اور ٹخنے کے اوپر شلوار اور کپڑا ہے۔ جب اسے پکڑا گیا اس نے اعتراف جرم کیا اس کے حمام کے اندر سے حمام کی کرسی کو نکالا تو قرآن مجید رکھے ہوئے تھے۔

قرآن مجید گندگی میں!! کوئی مسلمان ایسا تصور کر سکتا ہے!! واللہ! یہودی بھی وہ کام نہیں کرتے جو اسلام کے نام پر ان مجرموں نے کیا ہے اور لوگ جاتے ہیں باادب ایسے ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر ان سے بات کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں!! تعویذ دینے والا کبھی اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا کیوں کہ قرآن مجید اس لیے نازل نہیں کیا گیا قرآن مجید نازل کیا گیا ہے تدبر کے لیے:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ﴾(ص:29) تدبر کے لیے۔

کتنے لوگ ہیں جو جادو کا کام کرتے ہیں جو تعویذ لٹکاتے ہیں۔ جادوگرا گر کم ہیں لیکن تعویذ لٹکانے والے معاشرے میں عام ہیں۔ بازو پر کسی نے لٹکایا ہوا ہے، کسی نے ران پر لٹکایا ہوا ہے، کسی نے گلے میں لٹکایا ہوا ہے، سینے سے لگایا ہوا ہے۔ واللہ! میرے بھائیو! میں نے ایک تعویذ کھولا (جس نے تصویر دیکھنی ہے دیکھ لے میرے پاس آکر) اس پر قرآن مجید کی آیت لکھی ہے کچھ نمبر بھی ہیں اور وہ جو آیت ہے اس کو غلط لکھا ہوا ہے، آخری لفظ جو ہیں۔ ﴿تَتَّقُوْنَ﴾ کو "تتھون" اور پھر واللہ! ایک شکل بنی ہوئی تھی شیطان جیسی، سینگ ایسے اور ایک شکل بنی ہوئی ہے۔ جب میں نے کھول کر اس شخص کو دکھایا کہتا ہے کہ میں نے دو سال سے اپنے سینے سے اس بیماری کو لگایا ہوا ہے۔ وہ مریض تھا میرے پاس علاج کے لیے آیا تھا، میں نے کہا بھئی میرے پاس علاج کیا لینے آئے ہو تمہارے پاس تو یہ ذریعہ نجات تمہارے گلے میں ہے ناں شفاء گلے میں رکھی ہوئی ہے تم نے، یہ تعویذ کیوں پہنا ہوا ہے؟ کہتا ہے یہ تکلیف کی وجہ سے ہے۔ پھر میرے پاس کیا لینے آئے ہو؟! میں نے کہا اس کو کھولو اس کے اندر یہ چار پانچ چیزیں میں نے نشانیاں دیں کہ یہ چیز ہوگی۔ کہتا ہے میں نے مہنگا خریدا ہے، پتہ نہیں دس ہزار روپے کا پتہ نہیں کتنے کا۔ میں نے کہا میں دیتا ہوں آپ کو، اگر یہ چیز اس میں سے نہ نکلے اس کی قیمت میں تمہیں دے دیتا ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ کہتا ہے ٹھیک ہے کھولو، واللہ! میرے بھائیو! جب میں نے کھولا جب اس نے دیکھا مجھ سے زیادہ وہ پریشان تھا اس کو تعجب تھا کہ اپنے سینے سے میں نے یہ تعویذ رکھا! دو سال سے اس تعویذ کو میں نے لگایا ہوا ہے اپنے سینے سے!

جب ہم بات کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں جھوٹے ہیں یہ وہابی ہیں، یہ صرف باتیں بنانا جانتے ہیں۔ آئیں آنکھوں سے دیکھیں۔ کیا سب ایسے ہیں؟ جو قرآن مجید لکھتے ہیں وہ بھی جرم دار ہیں۔ بازو میں تعویذ بندھا ہوا ہے، جنابت کی حالت ہے تمہیں شرم نہیں آتی! ناپاک حالت میں اللہ تعالیٰ کے کلام کو لٹکایا ہوا ہے تمہیں شرم نہیں آتی! نہیں ہم اتار دیتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو بازو پر سے تعویذ اتار دیتے ہیں؟ لوگ توڑ دیتے ہیں کہ

ایک لمحہ اتار اتو شیاطین ہمیں گھیر لیں گے مصیبت میں پڑ جائیں گے۔ میرے بھائی! ایک لمحے کے لیے لوگ ڈرتے ہیں نہیں اتارتے۔ جا کر پوچیں لوگوں سے جب اتارتے کی بات کرتے ہیں تو کانپتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا ہو جائے گا مصیبت پڑ جائے گی ڈر لگتا ہے ہمیں، تو اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔

ایک اور شر کا دروازہ کہ صحابہ کرام ﷢ کے راستے کو چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لینا۔

سبیل المؤمنین کو چھوڑ کر۔ عقل کا راستہ ہے جیسے آج کل عقل پرست موجود ہیں عقل کو آگے کرنے والے ہیں۔ میرے بھائیو! واللہ! مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں صرف لوگوں کو برا بھلا کہنا جانتا ہوں لیکن واللہ! دل میں دکھ ہوتا ہے۔ نام لیتے ہیں تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں کہ نام کیوں لیتے ہو؟! اور نام نہیں لیتے ہیں تو لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ حق بات کیا ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ نام نہ لوں لیکن بعض اوقات لینا ہی پڑتا ہے جب مصیبت عام ہو جاتی ہے۔ ان عقلانی لوگوں نے کہاں تک معاملے کو پہنچا دیا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک کی دعوت آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ جتنی خوبصورت ہے ظاہراً واللہ! اس کے اندر عقلانیت عام ہو رہی ہے، اعتزال کا راستہ عام ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

پیس ٹی وی کے ایک ایڈ میں واللہ! میں نے دیکھا ہے چند دن پہلے ڈاکٹر ذاکر کا جو بیٹا ہے چار بچے اور بھی ہیں وہ کچھ پروگرام کی ایڈورٹائزمنٹ میں دے رہے ہیں، باقی بچوں نے کچھ کہا مجھے یاد نہیں ہے لیکن جوان کے بیٹے نے کہا ہے وہ کبھی بھول نہیں سکتا میں۔

اس ایڈورٹائزمنٹ میں وہ کہتا ہے Religion is blind without science (دین اندھا ہے سائنس کے بغیر)۔ دین اسلام اندھا ہے سائنس کے بغیر!! یہ دعوت ہے!! ہمارا دین محتاج ہے سائنس کا یا سائنس محتاج ہے دین کی کون محتاج ہے کس کا؟ کبھی دین اسلام بھی محتاج ہو سکتا ہے!! وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی سائنس کی محتاج ہے!! جو لوگوں کی بنائی ہوئی سائنس ہے جس میں کئی غلطیاں آئی ہیں جس کی بنیاد تجربہ ہے بیس سال کے بعد تجربہ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ دین محتاج ہے سائنس کا!!

Religion is blind without science یہ بچوں کو تربیت دی گئی ہے۔ کہاں سے اس نے کہا ہے؟ اپنے والد سے سیکھا ہے جو کہتا ہے میرا ایمان آخرت پر ہے، فرشتوں پر ہے غیب کی بنیاد پر نہیں ہے، جنت پر دوزخ پر میرا ایمان Logic کی بنیاد پر ہے، منطق کی بنیاد پر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید یہ فرماتے ہیں متقین کی صفات بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کے آغاز میں سورۃ البقرۃ میں:

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾(البقرۃ 1-3)

(وہ کتاب کوئی شک وشبہ نہیں اس میں ہدایت ہے متقین کے لیے)۔

متقین کون ہیں؟ ﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ سب سے پہلی صفت متقین کی جن کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے ذریعے سے ہدایت دے گا

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾(جو غیب پر ایمان لے کر آتے ہیں)۔

اور یہ ظالم لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان منطق کی بنیاد پر ہے! سائنس کی بنیاد پر ہے! دین اندھا ہے سائنس کے بغیر! کیا تربیت بچوں کو دے رہے ہیں؟ اگر آپ اپنے ضمیر سے یہ سوال کریں کیا واقعی ہمارا دین محتاج ہے سائنس کا؟ آپ کا ضمیر آپ کو جواب دے گا اگر زندہ ہے

واللہ! نہیں ہر گز نہیں۔ جب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سائنس نہیں تھی تو وہ ناقص دین لے کر گئے اس دنیا سے! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں سائنس نہیں تھی وہ ناقص دین لے کر گئے! اندھا دین لے کر گئے! بات کرنے سے پہلے ذرا عقل سے کام تو لیتے، ہمیشہ عقل اور منطق کی بات کرتے ہیں یہ کون سی منطق ہے؟! یہ کون سی عقل ہے؟! شرم نہیں آتی! آج کہ یہ بچہ جو یہ کہہ رہا ہے آج کے بیس سال کے بعد یہ کہاں پر ہوگا اور ہمارے معاشرے میں یہ بچے کون سا دین پھیلائیں گے لوگوں کو؟ یہ دین پھیلائیں گے کمزور محتاج دین جو سائنس کا محتاج ہے! نہیں میرے بھائیو! یہ اللہ تعالی کا دین نہیں ہے، یہ سید المرسلین کی شریعت نہیں ہو سکتی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾(المائدہ:3)

یہ ہمارا دین ہے جو کامل ہے جو تام ہے جس میں کوئی نقص نہیں ہے نہ وہ کسی کا محتاج ہے بلکہ پوری دنیا اس کی محتاج ہے، سائنس بھی اس کی محتاج ہے۔ آج جن لوگوں نے یہ راستہ اپنایا ہے کہ دین اندھا ہے سائنس کے بغیر، دیکھیں سائنس کی ترقی نے کہاں تک انسان کو پہنچا دیا کہ آج یہ انسان خود اپنی اس ترقی سے پریشان ہے۔ کبھی چاند کی طرف جانے کی کوشش کر رہا ہے، کبھی مارس کی طرف جانے کی کوشش کر رہا ہے۔

کیوں جا رہا ہے جانتے ہیں؟ اتنا اسلحہ زمین کے اوپر اکٹھا ہو چکا ہے جو اس زمین کو دس مرتبہ تباہ کر سکتا ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ سائنس محتاج ہے دین کی اور دین کی حدود میں سائنس کو نہیں اپنایا گیا۔ میرے بھائی! سائنس محتاج ہے دین محتاج نہیں ہے۔ بہر حال، تو یہ بھی شر کا ایک دروازہ ہے، بات تلخ ہے لیکن حقیقت ہے میں کیا کروں۔ اللہ تعالی ہم سب کو حق کو سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

میرے بھائیو! یہ موقعے بار بار نہیں ملیں گے اس زندگی میں ہم آئے ہیں اس امتحان میں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، کوئی امام، کوئی عالم، کوئی شخص کسی کے کام نہیں آئے گا جب تک کہ اپنے اندر یہ صلاحیت پیدا نہ ہو جب تک خود خیر کو آپ نہ اپنائیں۔ جو شر کے رستے پر چلنے والے ہیں جو شر کی کنجیاں بنے ہوئے ہیں اگر خود بھی شر کی کنجی بن جائیں تو پھر کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، شفاعت بھی کافروں کے لیے اللہ تعالی قبول نہیں کرتا۔ نافرمانوں کے لیے شفاعت ہو گی لیکن اللہ تعالی اجازت سے اور اللہ تعالی کی رضا مندی سے۔ عجب سی بات ہے کہ بعض لوگ قیامت کے دن شفاعت کرنے والے ہوں گے جو خیر کی کنجیاں ہیں اور بعض لوگ شفاعت کے محتاج ہوں گے جو شر کی کنجیاں ہیں! تو یہ راستہ اپنانا ہی کیوں جس میں آپ کو پریشانی ہی پریشانی ہو؟!

شر کا اور دروازہ والدین کی نافرمانی، والدین کے ساتھ بد سلوکی کرنا، والدین کو تکلیف دینا، رشتے کو توڑنا۔

وقت کافی ہو گیا ہے میں معذرت چاہتا ہوں لیکن سمجھ دار کو اشارہ کافی ہے، خیر کے دروازے آپ دیکھ لیں جو میں نے بیان کیے ہیں اس کی ضد میں شر کے دروازے یہ بھی آپ دیکھ لیں جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی دیکھ لیں آپ۔

رشتہ توڑنا بھی شر کا دروازہ ہے پھر بد اخلاقی بھی شر کا ایک بڑا بر دازہ ہے، آج بد اخلاقی ہمارے گھروں میں عام ہے ہمارے معاشرے کی بات بعد میں ہے یہ ہمارے گھروں میں عام ہے۔ میاں بیوی سے، بیوی میاں سے، بچے والدین سے والدین بچوں سے، عجیب سے جھگڑے ہیں عجیب سی کشمکش میں رہتے ہیں، جب ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں تو شکل بھی ایسی بگاڑ کر دیکھتے ہیں۔ جو چیز دل میں ہوتی ہے ناں وہ چہرے پر آجاتی ہے، دل میں بغض ہے نفرت ہے تو چہرے پر کہاں رونق آئے گی۔ اپنے معاملات اگر حسن اخلاق سے نہیں طے کر سکتے تو بد اخلاقی سے تو نہ کریں

ناں کم سے کم۔، اگر دنیا میں خیر کی چابی، کنجی نہیں بن سکتے تو شر کی چابی، کنجی تو نہ بنیں۔ اگر خیر نہیں پھر شر ضروری ہے؟! اگر خیر نہیں تو پھر شر بھی تو نہیں ہونا چاہیے ناں، نیوٹرل بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے ناں۔ نہیں، ہمارے پاس دو راستے ہیں یا خیر ہے یا شر ہے نیوٹرل لوگ جو ہیں وہ بھی آہستہ آہستہ شر کی طرف چلے جاتے ہیں بتادوں میں آپ کو۔

نبی رحمت ﷺ حدیث میں فرماتے ہیں "إِنَّ مِنَ النَّاسِ نَاسًا" (بعض لوگوں میں سے ایسے لوگ ہیں) "مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ" (جو خیر کی چابیاں ہیں) "مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ" (شر کے تالے ہیں)۔ عجب سی بات ہے خود وہ شخص چابی ہے اور تالا بھی ہے، خیر کی چابی ہے اور شر کا تالا ہے! یاد رکھیں کیوں؟ کیوں کہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے، توحید اور شرک جمع نہیں ہو سکتے، ایمان اور کفر جمع نہیں ہو سکتے، سنت اور بدعت جمع نہیں ہو سکتے، حسن اخلاق اور بد اخلاقی جمع نہیں ہو سکتے۔ "وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ" (اور بعض لوگوں میں سے ایسے لوگ ہیں) "نَاسًا مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ" (وہ شر کی کنجیاں ہیں چابیاں ہیں اور خیر کے تالے ہیں)۔ سبحان الله، لا حول ولا قوة إلا بالله، إنا لله و إنا إليه راجعون۔ کتنی بڑی مصیبت ہے! "فَطُوبَى" یہ خوشخبری سن لیں طوبی علماء کہتے ہیں جنت کا نام ہے طوبی علماء کہتے ہیں کہ جنت کا ایک درخت ہے جس کے سائے کے نیچے سے اگر کوئی شخص پانچ سو سال سفر بھی کرے ناں تیز رفتار گھوڑے پر اس کے سائے کو وہ پار نہیں کر سکتا۔ طوبی ہے، خوشخبری ہے، خیر ہے۔ کس کے لیے؟ "لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلَى يَدَيْهِ" (طوبی ہے اس کے لیے جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالی نے خیر کی چابیاں دے دی ہیں)۔ وہ خیر کی چابی وہ جہاں پر قدم رکھتا ہے خیر ہی خیر ہے۔ "وَوَيْلٌ" (ویل، عذاب ہے)۔ جہنم کی وادی کا نام ہے، کلمہ زجر ہے، وعید ہے ۔ "وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلَى يَدَيْهِ" (اور اس کے لیے ویل ہے، جہنم کا عذاب ہے جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ شر کی چابیاں دے دے اور چلتا پھرتا شر کی چابی بن جائے)۔

اللہ تعالیٰ کے بندے! آج ہم یہ دیکھ لیں اپنا محاسبہ کریں کہ ہم کہاں پر ہیں کون سی چابی ہیں؟ اگر تو ہم خیر کا عمل کرنے والے ہیں اور خیر کی چابی بن چکے ہیں تو واللہ! خیر ہی خیر ہے اور دنیا کے اس امتحان میں اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی عطا فرمائے آمین، اور اگر اللہ نہ کرے دوسرے ہیں شر کی چابی ہیں تو پھر یاد رکھیں ابھی وقت ہے، سانس چل رہی ہے ابھی وقت ہے فوراً توبہ کر لیں:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾(طه:82)

غَفَّار جانتے ہیں؟ بار بار مغفرت کرنے والا۔ ہم بار بار جرم کرنے والے ہیں وہ بار بار معاف کرنے والا ہے، ہم بار بار گناہ کرنے والے ہیں وہ بار بار مغفرت کرنے والا ہے کیوں کہ وہ غَفَّار ہے۔ لیکن کس کے لیے ہے؟ ﴿لِّمَن تَابَ﴾ فوراً توبہ کر لیں شرک سے، بدعات سے، ہجر قرآن سے، جادو سے، تعویذوں سے، دھاگوں سے، غلط راستے سے۔ عقل کا راستہ ہو، کشف، ذوق، وجد کا راستہ ہو جو بھی راستہ ہے فوراً توبہ کر لو۔ والدین کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہو فوراً توبہ کر لو، رشتے کو توڑنے والے ہو فوراً توبہ کر لو۔ ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ﴾ ایمان کی تجدید کرتے رہو۔ غلطی ہو جاتی ہے لیکن جب تک ایمان عروج پر ہے تو پھر غلطی کا امکان بھی کم ہو جاتا ہے لیکن جب یہ ایمان ضعیف اور کمزور ہوتا ہے تب غلطی بار بار ہوتی ہے۔ وہ غَفَّار ہے وہ معاف کر دے گا لیکن ہمیں تو شرم آنی چاہیے! تو توبہ کے ساتھ ﴿تَابَ وَآمَنَ﴾۔ اکثر آیات میں دیکھیں

آپ جہاں پر توبہ کا ذکر ہے وہاں پر ایمان کا ذکر بھی ہے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرو، اپنے عقیدے کو درست کرو، توحید کے دامن کو تھامو، ایمان کی تجدید کرتے رہو۔﴿وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ (عمل صالح کثرت سے کرتے رہو)۔کہ موقع ہی نہ ملے غلطی کرنے کا نافرمانی کرنے کا، عمل صالح کی بنیاد اخلاص ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور نبی کریم ﷺ کی اتباع ہے۔﴿ثُمَّ اهْتَدٰى﴾ (پھر استقامت کے راستے کو اپنا لے اور ہدایت کے راستے کو اپنا لے)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی سلف الصالحین کے روشن منہج کو سمجھنے کی اور اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝١٨٠ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝١٨١ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٨٢﴾

"وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 146.خیر اور شر کی چابیاں سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio